

## لمن الحیاة

از قلم رمیصہ عروج

مکمل ناول

ناول بینک ویب پر شائع ہونے والے تمام ناولز کے جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہے۔ خلاف ورزی کرنے والے کے خلاف قانونی چارہ جوئی کی جا سکتی ہے۔ اگر آپ اپنی تحریر ناول بینک پر شائع کروانا چاہتے ہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے ہمیں سینڈ کر دیں۔ آپ کی تحریر ناول بینک ویب پر شائع کر دی جائے گی۔

visit for more novels:

[www.urdu-novelbank.com](http://www.urdu-novelbank.com)

E-mail : [pdfnovelbank@gmail.com](mailto:pdfnovelbank@gmail.com)

WhatsApp : 92 306 1756508

ناول بینک انتظامیہ

صبح کے دھندلکے میں نظر آنے والی لڑکی بڑی تیزی سے ٹیچی کیس گھسیٹتے ہوئے سرک پر قدم بڑھا رہی تھی۔ وہ چند ثانیے پہلے ہی ایئر پورٹ پہنچی تھی۔ ماحول میں صرف اس کے سینڈل کے ٹک ٹک کی آواز دلکش منظر پیش کر رہی تھی۔ وہ ویٹنگ روم میں پہنچی اور وہاں موجود کرسی پر گر گئی۔ باہر کھر پڑا ہوا تھا، اتنی ٹھنڈ میں بھی اسے پسینے آرہے تھے۔ کیا یہ تھکاوٹ تھی؟ نہیں! شاید یہ دل میں لیا کوئی بوجھ تھا۔ اس نے ٹھنڈی آہ بھری اور لمبی لمبی سانسیں لے کر خود کو پرسکون کرنے لگی۔ اس کی عمر بیس سال کے قریب معلوم ہوتی تھی۔ ایک دم بے شمار خیالات ہوا کے جھونکوں کی طرح اس کے ذہن میں آنے لگے۔

"کیا میں نے صحیح فیصلہ کیا؟"

کیا یہ فیصلہ صرف جذباتی فیصلہ تھا یا میں واقعی اپنے کیریئر کے بارے میں فکرمند  
"تھی؟"

اس نے سر جھٹکا اور فون کی سکریں پر سکراننگ کرتے ہوئے اپنا دھیان بہلانے  
کی ناکام کوشش کرنے لگی۔ اسے زندگی میں پہلی بار یہ احساس ہوا تھا کہ خواہشات  
انسان کو غلام بنا لیتی ہیں حالانکہ انسان تو آزاد پیدا کیا گیا ہے۔

visit for more novels:

کیا تم بھی صرف اپنی خواہشات کی غلام ہو لیتا؟ جن کو حاصل کرنے کے لیے تم  
"کچھ بھی کر سکتی ہو، کسی بھی حد سے تجاوز کر سکتی ہو۔۔۔"

ضمیر جاگ اٹھا تھا۔

ہاں وہ ڈاکٹر بننا چاہتی تھی اور یہ خواہش جنون کی شکل اختیار کر چکی تھی۔

خواہشات جب جنون بن جاتی ہیں پھر عقل بہت دور رہ جاتی ہے، پھر جذبات آگے اور عقل بہت پیچھے ہوتی ہے۔

وہ پاکستان میں ٹیسٹ پاس نہیں کر سکی تھی مگر وہ ڈاکٹر بنے بغیر زندگی نہیں گزار سکتی تھی۔ وہ کہتی تھی کہ ڈاکٹر بننا اس کا خواب ہے اور خواب تو بھیانک بھی ہوتے ہیں، ہاں کبھی کبھی۔۔۔۔۔ مگر اختتام کو ضرور پہنچتے ہیں۔ اب وہ رشیا

سکالرشپ پر ڈاکٹر بننے جا رہی تھی۔ ابا کو وہ اور اس کے سارے بہن بھائی قدامت پسند کہا کرتے تھے کیونکہ وہ غیر مسلموں کے معاشرے میں رہنے کے حق میں نہ تھے۔ اسے ابا نے کہا تھا کہ پاکستان میں ہی پڑھ لو مگر اس پر تو رشیا جا کر پڑھنے کا بھوت سوار تھا۔ اسے یاد آنے لگا کہ کیسے اس نے کل رات سب کو دودھ میں نیند

کی گولیاں دی تھیں، اب ان کی آنکھ تب کھلے گی جب وہ ہوا میں سفر کر رہی ہوگی۔  
اسے ایک دم جھرجھری آنے لگی۔

"وہ زندگی ہی کیا جس میں رسک نہ لیا جائے....! کوئی بات نہیں۔۔۔ ریلیکس  
خود کو ایک جھوٹی تسلی جو ہر انسان غلطی کے بعد دیتا ہے، یہ جانتے ہوئے کہ وہ  
غلطی پر ہے۔

"ہاں زندگی رسک لینے کا نام ہے، احمقانہ فیصلے کرنے کا نہیں۔"

visit for more novels:

ضمیر کی آواز جس نے اسے فانوس خیال سے نکالنے کی کوشش کی مگر ہمیشہ کی  
طرح وہ آواز کہیں دب کر رہ گئی۔

وہ ساتھ بیٹھی خاتون کی طرف متوجہ ہوئی جو سرتاپا چادر میں لپیٹی ہوئی تھی، اس  
کے ہاتھ میں ایم پی 3 تھی جسے پلے کر کے وہ بغور تلاوت سن رہی تھی۔

(\* مَا يُجَادِلُ فِي ۖ لَيْتَ إِلَهُ الْاَلَّذِينَ كَفَرُوا فَلَا يَغْرُرَكَ تَقْلِبُهُمْ فِي الْبِلَادِ ﴿٤٣﴾ \*

اللہ تعالیٰ کی آیتوں میں وہی لوگ جھگڑتے ہیں جو کافر ہیں پس ان لوگوں کا شہروں  
"میں چلنا پھرنا آپ کو دھوکے میں نہ ڈالے۔"

یہ سنتے ہی پھر سے خیالات کے ایک طوفان چل پڑا۔

"کیا ابا ٹھیک کہتے ہیں؟ غیر مسلموں کے معاشرے میں نہیں رہنا چاہیئے؟"

نہیں نہیں! وہ پرانے دور کی بات کرتے ہیں، اب دور بدل چکا ہے۔ اور میں کون

visit for more novels:

سا وہاں جا کر کافر ہو جاؤں گی، ہوں تو میں مسلمان ہی۔" وہ جانتی تھی یہ ذہنی

چپقلش محض خود سے دھوکے کا نتیجہ ہے۔

"مگر کیسی مسلمان؟"

ضمیر کی آواز جو ہر انسان کو آتی ہے مگر اسے سننے والے بہت کم ہوتے ہیں۔

کیا اسے فیصلہ بدل لینا چاہیئے؟ نہیں! اب بہت دیر ہو چکی تھی، اب وقت گزر چکا تھا، اب فیصلہ وہ کر چکی تھی۔ وہ سست روی سے کھڑی ہوئی تاکہ اس عورت سے کہیں دور چلی جائے، پھر وہ اپنے مخصوص انداز میں ٹک ٹک کرتی وہاں سے چلی گئی۔



visit for more novels:

www.urdu-novelbank.com

تشنہ خواہشات نے کر رکھا ہے مجھ کو  
خواہش گر ہوں مگر بے خبر ہوں بہت

کمرغیزستان ، جسے ریپبلک سٹیٹ آف رشیا کہا جاتا ہے ، وہاں پہنچ کر وہ اکیلی نہیں تھی بلکہ پاکستان سے اور بھی بہت سے لڑکیاں اس کے ساتھ گئی تھیں۔ رات ہونے تک وہ سب اپنے اپنے کمرے میں تمام چیزیں قرینے سے رکھنے میں مصروف رہیں۔ جب سونے کا وقت ہوا تو تمام لڑکیاں تھکاوٹ کے باعث سو چکی تھیں مگر یسفا کافی دیر سے بستر پر لیٹی بے چینی سے کروٹیں بدل رہی تھی۔ اچانک وہ اٹھی اور خاموشی سے بالکونی کی طرف چلی گئی۔ باہر سردی کے باعث کھر پڑی تھی اور ہر شے دھند میں ڈوبی معلوم ہوتی تھی۔ وہ ٹھنڈ سے کانپتے ہوئے چکر لگانے لگی۔ یہ خیال اسے ڈرا رہا تھا کہ گھر والے اس کا لکھا خط پڑھ چکے ہوں گے مگر وہ بار بار خود کو یہ کہہ کر تسلی دے رہی تھی کہ اس کے سوا کوئی راستہ نہ تو تھا۔

کیا وہ سب کو ہمیشہ کے لیے چھوڑ آئی تھی؟ کیا وہ ان سے دوبارہ کبھی مل سکے گی؟  
اس نے سر جھٹکا اور پھر دل میں ہی خود سے کہنے لگی۔



بس یہ ایم۔ بی۔ بی۔ ایس ہو جائے۔۔۔۔۔ پھر میں واپس جا کر سب کو منالوں  
گی، ثابت کر دوں گی کہ میں ٹھیک کہتی تھی، میرا کام گواہی دے گا کہ میں نے  
"غلط فیصلہ نہیں کیا۔"

ٹھنڈی آہ بھرتے ہوئے اس کے منہ سے دھواں نکلا۔

کم آن یشفا، کچھ پانے کے لیے کچھ کھونا پڑتا ہے۔۔۔۔۔ کچھ نہیں، بہت کچھ کھونا پڑتا ہے۔"

visit for more novels:

کچھ متحرک جملے ، خود کے قدم جمانے کے لیے اس نے دو تین بار دہرائے۔ اس کے ہاتھ ٹھنڈ کے باعث منجمد محسوس ہونے لگے، پھر وہ بھاگ کر اندر سونے چلی گئی۔ اسے صبح یونی بھی جانا تھا۔ سوتے وقت بستر میں لیٹ کر آخری تسلی جو وہ خود کو دے رہی تھی۔

میں اکیلی مسلمان تھوڑی نہ ہوں یہاں، یہ ساری لڑکیاں، ان میں سے بھی کچھ  
 "ہیں مسلمان جو میرے ساتھ آئی ہیں، ایسا کچھ نہیں ہوتا جیسا بابا سوچتے ہیں۔"

بعض اوقات اندر کے گلٹ پر قابو پانے کے لیے انسان دوسروں کا سہارا لیتا ہے، وہ بھی یہی کر رہی تھی۔ اور پھر رفتہ رفتہ اس کا ذہن تاریکی میں ڈوب چکا تھا اور وہ گہری نیند سو رہی تھی۔

visit for more novels:

www.urduovelbank.com

یہ زندگانی ہے فقط چشمہ سراب

خواب سجا رکھے ہیں خواہشوں کے بہت

اگلے ہفتے وائٹ کوٹ سیریمینی پریشفا کو لگا اس نے بالکل صحیح فیصلہ کیا۔ گزرتے لمحات کے ساتھ اپنے فیصلے کے بارے میں اس کی آراء بھی بدلتی رہتیں۔ وہ حسرت کی نگاہوں سے وائٹ کوٹ کو دیکھ رہی تھی، یہی وہ کوٹ تھا جو اپنے پیچھے بہت سوں کو پاگل کر دیتا ہے، جسے سب کامیابی کا نشان سمجھتے ہیں، اب تک پریشفا کو بھی یہی معلوم تھا کہ کامیابی اپنی خواہش کی تکمیل میں ہے، اسے حاصل کرنے میں ہے حالانکہ وہ حقیقت سے نا آشنا تھی۔

یشفا یہ کوٹ پہنے سوچ رہی تھی کہ کچھ عرصہ بعد وہ یہ کوٹ پہنے ڈاکٹر یشفا عجاز  
www.urdu-novel-bank.com  
کھلائے گی، خوشی اور جوش کی ایک لہر اس میں دوڑ گئی۔

دن گزرتے گئے۔ کچھ بدلا نہیں تھا۔ روز سورج مشرق سے طلوع ہوتا اور مغرب سے غروب، پھر چاند اس کا تعاقب کرتا۔ یسفا ہر آنے والے دن پڑھائی میں پہلے کی نسبت زیادہ مصروف ہو جاتی، اسے احساس ہی نہ ہوا کہ کب اس کا دوپٹہ سر سے گلے میں کھسک گیا اور کب اس کے بندھے بال کھل کر شانوں پہ گرنے لگے۔

کسی نے کمرے کے دروازے پر زور سے دستک دی جب وہ سو رہی تھی، آنکھ کھلتے ہی اس نے ٹائیم دیکھا، شام کے سات بج رہے تھے۔ آج چھٹی کا دن تھا یسفا نے سست روی سے بازو آنکھوں پر رکھ لیے۔ پھر سے دروازہ کھٹکا۔

"اف! چھٹی کے دن میں آرام نہیں کرنے دیتے۔"

وہ پیر پختے ہوئے اٹھی اور دروازہ کھولا۔ سامنے اس کی دوستیں کھڑی تھیں۔ ان میں

ایک پاکستانی جس کا نام سائرہ تھا، دو روسی جن کا نام صوفیہ اور اناستسیا تھا۔

ہاسٹل میں صرف انھی لڑکیوں سے اس کی دوستی تھی تاہم ابھی تک ہاسٹل میں

اس کا رازدان موجود نہ تھا جسے وہ اپنے گھر والوں کے متعلق کچھ بتا سکی ہو۔

کم آن یسٹا! ہری اپ جلدی سے ریڈی ہو جاؤ، ہم مارکیٹ میں کچھ ضروری چیزیں

"لینے جا رہے ہیں۔"

visit for more novels:

www.urdu-novelbank.com

"اوکے، تم لوگ اندر آ جاؤ، میں تیار ہوتی ہوں۔"

یہ کہتے ہوئے وہ انھیں کمرے میں لے آئی، اس کی روم میٹس پہلے ہی کہیں جا

چکی تھیں۔

میں جلد ہی روم چنچ کروں گی اپنا، مجھے یہ لڑکیاں بالکل اچھی نہیں لگتیں، مجھے

"، دیکھ کر سرگوشیاں کرتی ہیں

یشفا نے منہ بسورتے ہوئے کہا۔

"آئی ڈونٹ نو میں نے ان کا کیا بگاڑا ہے۔"

یہ کہہ کر یشفا نے شانے اچکا دیے اور پھر اس نے سائرہ کے قریب جا کر سرگوشی کے انداز میں کہا۔

visit for more novels:

تعلیم و کھربہ

"یو، وہ ہندوستان سے تعلق رکھتی ہیں۔"

،اووو، پرانی دشمنی ہے پھر تو، شاید وہ اسی وجہ سے تمہیں ایک آنکھ نہیں بھاتیں  
"میں جان گئی ہوں وجہ۔"

تھوڑی دیر بعد یشفا ڈریسنگ روم سے نکلی تو اس نے بھورے رنگ کا کوٹ پہن رکھا تھا، کھلے بال شانوں پر گر رہے تھے اور سر پہ ٹوپی تھی۔

"چلیں۔"

یشفا نے پرس اٹھاتے ہوئے کہا۔

اب وہ سب مارکیٹ کی طرف جارہے تھے۔ سڑک پر ہر جگہ برف گرمی تھی۔ یہ دسمبر کا مہینہ تھا، ہر طرف کرسمس کی تیاریاں ہو رہی تھیں۔ وہ سب پہلے اے۔ ٹی۔ ایم گئیں۔ اس کی دوستوں نے وہاں سے پیسے نکلوائے جب کہ لیشفا کی

جمع پونجی اس کے پاس ہی موجود تھی۔ پھر وہ مارکیٹ گئی جہاں جگہ جگہ سبز رنگ کے

conifer, spruce, pine

اور

fir

رکھے تھے۔ اس کے ساتھ ساتھ مصنوعی درخت بھی تھے اور یہ تمام مختلف رنگ کی لائٹوں سے سجے ہوئے تھے، درختوں پر جگہ جگہ ٹنسل کی سجاوٹ تھی، ایک دھاگے کے ساتھ چمکتا دھاتی ورق اسے اور دلکش بنا رہا تھا۔ اس کے علاوہ ان درختوں پر پھل اور گری دار میوے بھی لگے ہوئے تھے۔ دیواروں پر جگہ جگہ مختلف رنگ کی سجاوٹی لائٹیں لٹک رہی تھیں۔ یسفا کی آنکھوں میں وہ تمام رنگ چمک رہے تھے، یہ دلکش منظر اکثر وہ خواب میں دیکھا کرتی تھی اور آج کھلی



آنکھوں سے دیکھ رہی تھی۔ اس کی دوستیں کھانے پینے کی چیزیں لینے میں مصروف تھیں۔ صوفیہ اور اناسٹسیا کوئی بھی چیز بلا جھجک اٹھا کر کیری میں رکھ رہی تھیں جب کہ سائرہ ہمیشہ کی طرح انگریڈیئنٹ پڑھنے میں مصروف تھی اور جب اسے تسلی ہو جاتی کہ یہ چیز حرام نہیں ہے، تو یسفا بھی آرام سے وہی اٹھا لیتی تاہم یسفا نے خود کبھی حلال حرام کی کھوج میں محنت نہیں کی تھی۔ یسفا کرسمس کے لیے بہت پر جوش تھی، اور اس کے بعد نئے سال کا تہوار۔ روس میں اس کی پڑھائی کا یہ پہلا سال تھا اور ان تہوار کو زندگی میں پہلی بار منانے کے لیے وہ بہت پر جوش تھی۔

چیزیں لینے کے بعد وہ سب سڑک پر نکل آئیں۔ یسفا ہاتھ بغل میں ڈالے سڑک پر تیزی سے چل رہی تھی، سردی سے اس کے ہونٹ کپکپا رہے تھے مگر وہ بضد تھی کہ آج دور تک چلے گی اور جہاں تک ہوسکا سڑکوں پر سجاوٹ کو دیکھے گی۔ اسے

اندازہ نہ ہوا کہ دنیا کی زینت کیسے انسان کو اپنی طرف کھینچتی ہے، شیطان کیسے غلط کاموں کو مزین کر کے دکھاتا ہے، یہ باتیں تو اسے یاد رہتی ہیں جس کی زندگی میں قرآن ہوتا ہے۔ اور یشفا۔۔۔، اسے کبھی اس بات کا احساس تک نہ ہوا کہ گھر سے ہر وہ چیز اٹھا کر لائی تھی جسے وہ قیمتی سمجھتی تھی، جسے وہ اپنی ضرورت سمجھتی تھی مگر ان ضرورتوں میں قرآن اٹھا لینا اس کے ذہن میں کبھی نہیں آیا تھا۔ یہی ہوتی ہے دنیا کی زینت جو دھول بن کر اڑ جائے گی مگر انسان اسے دائمی سمجھنے لگتا ہے، وہ غلط کو صحیح اور صحیح کو غلط سمجھنے لگتا ہے، اور یہی بات ہے جہاں سے انسان کی گمراہی کا آغاز ہوتا ہے اور پھر انسان بڑھتا چلا جاتا ہے۔ یشفا کو ابھی تک اندازہ نہ تھا کہ وہ اس گمراہی میں کس حد تک بڑھنے والی ہے۔ وہ تو بس حسرت کی نگاہوں سے ہر شے کو دیکھ رہی تھی۔ رات کو وہ سب دیر سے واپس آئے تھے۔

تھکاوٹ سے جسم چور تھا مگر یشفا نے کمبل اپنے گرد لپیٹا اور کتابیں کھول کر پڑھنے

لگی۔ اسے احساس ہوا کہ اس کے کمرے میں موجود ہندوستانی لڑکیاں پھر سے سرگوشیاں کر رہی ہیں۔ یسفا نے آنکھوں کے ڈیلے گھماتے ہوئے چہرہ کھڑکی کی طرف موڑ لیا اور ہمہ تن ہو کر پڑھنے لگی۔ سوتے وقت ایک بات ذہن میں آتے ہی اس کی آنکھوں میں آنسو آگئے۔

کاش کہ امی بابا، فد اور ہما بھی یہاں ہوتے، اور میں ان کے ساتھ ہر ایونٹ "انجوائے کرتی۔

آج کافی عرصے بعد اسے گھر والے یاد آئے تھے ورنہ اپنے معمول میں مصروفیت کے باعث کسی کا خیال ہی نہ آتا۔

"وہ سب تو شاید مجھے اپنی زندگیوں سے بھلا چکے ہوں گے۔"

بھیانک خیال جس نے اس کی نیندیں اڑا دیں۔

"میں مجبور تھی، میرے پاس کوئی اور راستہ نہیں تھا۔"

آنکھیں رگڑتے ہوئے اس نے خود کو تسلی دی۔ آخری سوال جو اس کے ذہن میں آیا تھا، جس کا جواب اسے کبھی نہ مل سکا تھا۔

کیا زندگی صرف خواہشات کی تکمیل کے لیے ہوتی ہے؟ اگر ایسا ہے تو زندگی کتنی تکلیف دہ ہے۔ اور اگر خواہش کو پورا نہ کیا جائے تو دل میں ان کا قبرستان بنانا "کسی تکلیف سے کم تھوڑی نہ ہے؟"

visit for more novels:

وہ دھیرے دھیرے بالوں میں ہاتھ پھیر رہی تھی، نظریں کھڑکی سے باہر آسمان میں موجود چاند پر تھیں، جس کی روشنی دھند کے باعث مدھم پڑ چکی تھی۔

آج وہ اگزام دے کر فارغ ہوئی تھی۔ یہ تیسرا سال تھا۔ سب اپنے اپنے گھر جانے کی تیاریاں کر رہے تھے۔ یشفا کا ابھی تک گھر والوں کی طرف سے کوئی رابطہ نہ ہوا تھا۔ چھٹیوں میں وہ کوئی جاب کر لیا کرتی تھی۔ جب کوئی اس سے یہ پوچھتا "یشفا! تم گھر کیوں نہیں جا رہی؟"

"اس سال نہیں، اگلی بار چھٹیوں میں جاؤں گی۔"

وہ یہ کہہ کر ٹال دیتی، اس کے نزدیک کسی کو تفصیل بتانے کی ضرورت نہیں

visit for more novels:

تھی، ایک سطر کے سوال کا ایک سطر جتنا جواب ہی کافی ہوتا ہے۔

عمر بھر غالب یہی بھول کرتا رہا

دھول چہرے پر تھی اور صاف آئینہ کرتا رہا

چوتھے سال جب کلاسز کا آغاز ہوا تو اس کی کارکردگی پہلے والی نہ تھی۔ وہ نہیں جنتی تھی اسے کیا ہو گیا ہے۔ جس دن

# OSPES

تھا، اس دن کسی بھی سٹیشن پر پورے سوالوں کے جواب نہیں دے رہی تھی۔  
visit for more novels:  
www.udunovelbank.com  
یونی سے واپس آکر وہ بستر میں منہ ڈال کر رونے لگی۔ شام کو دوستیں جب اسے  
باہر جانے کے لیے لینے آئیں تو اس نے ساتھ جانے سے انکار کر دیا۔ صوفیہ اور  
اناستیسیا شانے اچکا کر چلی گئیں جب کہ سائرہ اس کے پاس بیٹھی رہی۔ سائرہ  
اس کے لیے قہوہ بنا لائی۔

مجھے لگتا ہے تمہاری طبیعت ٹھیک نہیں ہے ، تم یہ پی کر آرام کر لو، ٹھیک ہو  
"جاؤ گی۔"

چند ثانیے بعد ایشفا نے بستر سے منہ نکالا اور ہاتھ کا سہارا لیتی بیڈ کراؤن سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئی۔

مسلسل رونے سے اس کی آنکھیں سوچ چکی تھیں۔

"کوئی بات نہیں یشفا! کبھی کبھی برا ٹیسٹ ہو جاتا ہے۔"

visit for more novels:

www.urdunovelbank.com

، سائرہ کی بات پر یشفا نے نظریں اٹھا کر دیکھا اور کہا

"بات ٹیسٹ کی نہیں ہے ساٹھ، میں مینٹلی ڈسٹرب ہوں۔"

یہ کہہ کر وہ منہ ہاتھ دھونے چلی گئی۔ سائرہ خاموشی سے وہیں بیٹھی رہی۔ یشفا

واپس آکر بستر میں بیٹھی اور قہوے کے لیے سائڑہ کو شکریہ کہا۔ سائڑہ اٹھ کر کھڑکی

کے پاس چلی گئی۔ اس وقت ان دونوں کے علاوہ کمرے میں کوئی اور موجود نہ تھا۔

"کیا ہوا ہے تمہیں؟"

سائرہ نے اس کی طرف دیکھے بغیر پوچھا جس پر ایشفا نے ٹھنڈی آہ بھری۔

پتا نہیں، جو چیزیں پہلے مجھے بہت اڑیکٹ کرتی تھیں، اب بے مقصد لگتی ہیں۔"

مجھے کچھ دن لگتا رہا کہ میرے اندر موجود تجسس کا خلا یہاں موجود ہر چیز نے بھر دیا ہے مگر وہ سب وقتی تھا، نئی چیزیں نیا ماحول آخر کب تک نیا رہ سکتا ہے..... کتنی

"پاگل ہوں میں بھی۔"

یشفانے قہوے کی سپ لی۔ سائرہ واپس اس کے بستر پر آکر بیٹھی۔



تم پرٹھائی کی وجہ سے سٹریسڈ ہو اور کچھ نہیں ہے، تمہیں آرام کی ضرورت ہے  
تھکاوٹ ہو تو انسان کو اچھی چیزیں میں بری لگنے لگتی ہیں، آرام کرو سب ٹھیک ہو  
"جائے گا۔"

"ہوں۔"

سائڑہ یہ کہہ کر چلی گئی۔ وہ یشفا کے گھر والوں کے بارے میں جاننے کے لیے مضطرب تھی لیکن جب یشفا نے ذکر نہیں کیا تو اس نے بھی پوچھنا مناسب نہیں سمجھا۔ یشفا کو لگا شاید سائڑہ ٹھیک کہہ رہی ہے مگر اسے یہ معلوم نہ تھا کہ اس کے اندر کون سا خلا تھا جو بھر نہیں رہا۔ یہ روح کی تسکین کا خلا تھا جو وہ خواہشات اور مادی چیزوں سے بھرنا چاہ رہی تھی۔ بے سبب آنسو اور ادا سی روح کی پیاس ہوتے ہیں مگر انسان یہ خاموشی کی زبان نہیں سمجھتا کیونکہ وہ کبھی اس خاموشی کی زبان کو سمجھنے کی کوشش ہی نہیں کرتا۔

دوتین گزر گئے، یشفا کو لگا اب وہ پہلے سے کافی بہتر ہے۔ کچھ ہفتوں بعد جب اسے فارغ شام نصیب ہوئی تو اس نے باہر جانے کا پلان بنایا۔ اس سال بھی موسم سرما میں ہر طرف کمرسمس کی تیاریاں سرگرم تھیں اور وہ یہ تیاریاں دیکھنے کے لیے پر جوش تھی۔ آج کافی عرصے بعد اس کا سیر کرنے کا دل چاہا تھا اور اس فارغ شام کو وہ ضائع نہیں کرنا چاہتی تھی۔ وہ تیار ہونے میں مصروف تھی، اس کے کمرے میں اب ہندوستانی لڑکیاں نہیں تھیں، کمرہ تبدیل کرنے کے بعد اس کے ساتھ انڈونیشین لڑکیاں موجود تھیں۔ جب وہ میک اپ کر رہی تھی تو اس کے کمرے میں موجود لڑکی دھیمی آواز میں قرآن پاک کی تلاوت کرنے میں منہمک تھی۔

(فَلَا يَغْرُرُكَ تَقَلُّبُهُمْ فِي الْبِلَادِ) (٤٤)

"پس ان لوگوں کا شہروں میں چلنا پھرنا آپ کو دھوکے میں نہ ڈالے۔"

یشفاک دم چونکی۔ آج سے چار سال پہلے اس نے یہی آیت سنی تھی، ائیر پورٹ پر، اسے کچھ یاد آ رہا تھا۔

"کیا ان چار سالوں میں وہ دھوکے کا شکار ہو چکی تھی؟"

ایک خیال نے اس کے ذہن میں چھلانگ ماری۔ پل بھر کو اس نے شیشے میں  
کھڑی لڑکی کے حلیے پر غور کیا، بلیک لانگ کوٹ، شانوں پر گرتے بال اور سر پر  
کالے رنگ کی ٹوپی، چار سال قبل وہ ہرگز ایسی نہ تھی۔

دروازے کی کھٹ کھٹ کی آواز پر اس نے سر جھٹک کر دروازہ کھولا۔

## جلدی کرو لیشفا

we're going to be late."

سائڑہ کی آواز پر یشفا کو مزید سوچنے کا وقت نہ ملا اور وہ دوستوں کے ساتھ باہر چلی گئی۔ اور پھر دوبارہ اس بات پر سوچنے کی توفیق نہ ہوئی کیونکہ باہر موجود دنیا کی زینت اسے دھوکے میں ڈالنے کو کافی تھی۔ کرسمس ٹری اور ان پر موجوں ٹنسل مختلف ببلز اور لاسٹیں، یشفا ایک درخت کے پاس کھڑی اسے چھو رہی تھی جب ایک لڑکی نے اس کے شانے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا

"Excuse me, are you yashfa?"

اس کی دوستیں سامنے والی مارکیٹ میں تھیں اور اس وقت یسفا وہاں اکیلی کھڑی تھی۔

"yess."

یشفا نے مڑتے ہوئے جواب دیا، اسے لگا یہ چہرہ اس نے پہلے دیکھا ہوا ہے مگر ٹھیک سے پہچان نہ سکی۔ اس لڑکی نے بلیک ہڈی پہن رکھی تھی، ہلکے بھورے رنگ کے بال بمشکل شانوں کو چھو رہے تھے، اس نے جیب میں ہاتھ ڈال کر سگریٹ نکالا اور سلگانے لگی۔

"would you try this?"

روسی لڑکی نے یشفا کو سگریٹ پیش کرتے ہوئے کہا۔

visit for more novels:

"no thanks!" [www.urduovelbank.com](http://www.urduovelbank.com)

یشفا نے منہ بسورتے ہوئے جواب دیا اور پھر ہاتھ باندھتے ہوئے رخ دوسری جانب موڑ لیا۔ اسے یاد آگیا، یہ اس کی کلاس فیلو تھی۔

"but why?"

، لیشفا پھر اس کی طرف متوجہ ہوئی اور گرجتے لہجے میں کہا

"No, I'm not kidding."

یشفا سنجیدہ ہو کر جواب دے رہی تھی۔

"look!"

روسی لڑکی نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا اور اسے گھما کر دور ایک لڑکی کی طرف

، اشارہ کیا

"Muslims look like her, you are not Muslim,  
you're kidding."

دور کھڑی لڑکی نے عبایا پہن رکھا تھا، اس کے اوپر کوٹ اور سکارف جو کہ کہنیوں کو چھو رہا تھا۔ یسفا ایک دم چونکی۔

"کیا ویسے ہوتے ہیں مسلمان؟"

اس سے پہلے کہ خیالات کا ایک لامحدود سلسلہ چلتا، روسی لڑکی نے ہوشیاری سے اسے بازو میں چھپایا چاقو دکھایا۔

"خاموشی سے میرے آگے چلنا شروع کر دو۔"

روسی زبان میں اس نے سرگوشی کے انداز میں کہا، لیشفا کو بات سمجھنے میں دقت نہ ہوئی، یہاں رہتے اتنی زبان وہ سیکھ ہی چکی تھی۔

"میرے پاس تمہیں دینے کو چند روسی روبل (پیسے) کے سوا کچھ نہیں ہے۔"

visit for more novels:

www.urduovelbank.com

یشفا نے دھیمی آواز میں کہا۔

"میں نے کہا خاموشی سے آگے چلو فی الحال۔"

یشفا جان گئی کہ یہ لڑکی اسے ہجوم سے ہٹا کر کہیں لے جا رہی ہے، کسی ایسی جگہ جہاں وہ آسانی سے سب کچھ لے سکے۔ مسلسل چلنے کے بعد جب لوگوں کا ہجوم



تھوڑا کم ہوا تو وہ خوفزدہ ہونے لگی۔ اسے اپنی عقل پر افسوس تھا کہ حفاظت کے لیے کچھ ساتھ نہ لائی تھی، اس کی سیلف ڈیفنس والی انگوٹھی جو ہمیشہ پہنا کرتی تھی، آج جلدی میں پہننا بھول گئی تھی۔ اگر وہ ہوتی تو شاید اس کے بھاگ نکلنے کے امکان ہوتے۔ فی الحال اس کا ذہن تدبیروں سے خالی تھا۔ اچانک اس نے

، اپنا بیگ نیچے گرا دیا اور پھر سر اٹھا کر معصومیت سے پوچھا

"سوری، کیا میں یہ اٹھالوں۔"

visit for more novels:

www.urduovelbank.com

"sure."

روسی لڑکی کے جواب پر اس نے سست روی سے جھک کر بیگ اٹھاتے ہوئے ، ساتھ ہی سڑک پر گری برف بھی اٹھائی اور وہ اس لڑکی کی آنکھوں میں دے ماری ، پھر وہ جھٹ سے اس سے فاصلے پر چلی گئی۔

"oh you.... idiot!"

روسی لڑکی نے آنکھیں ملتے ہوئے کہا اور وہ انتہائی غصے کی حالت میں یشفا کے پیچھے لپکی۔ یشفا پھر سے اس کی گرفت میں آچکی تھی۔

سائرہ تیزی سے دوڑتے ہوئے سیڑھیاں چڑھ رہی تھی، صوفیہ اور اناستسیا اس کے پیچھے تھیں، تینوں کا سانس بری طرح پھولا ہوا تھا اور پتھرے کا رنگ اڑا ہوا۔ اسی دوران یشفا کی روم میٹ ایرانی ان کے سامنے سے گزری۔

"hey! excuse me!"

سائرہ نے آواز دے کر اسے روکا اور پھولی سانسوں کے درمیان پوچھا

"آپ نے یسفا کو دیکھا؟"

وہ تینوں مارکیٹ سے لے کر ہاسٹل تک آنے والی سڑک کے بے شمار چکر لگا چکی تھیں۔ مگر شفا انھیں کہیں نہ ملی، وہ کافی دیر سے اسے تلاش کر رہی تھیں اور اب انھوں نے یہ فیصلہ کیا کہ ہاسٹل جا کر کسی کی مدد حاصل کرنی چاہیے۔

"ہاں ، وہ اپنے روم میں سو رہی ہے۔"

اس لڑکی نے قدرے اطمینان سے جواب دیا۔

visit for more novels:

www.urduovelbank.com

!!!کیا"

سائره، صوفیہ اور اناسٹیسیا کی زبان سے بیک وقت نکلا۔ سائره نے لیشفا کے کمرے کا رخ کیا اور اسے بستر پر سوتا دیکھ کر ٹھنڈی آہ بھری۔

# "Thank God!"

جب کہ صوفیہ اور اناسٹسیا غصے سے تمللا رہی تھیں اور روسی زبان میں تیز تیز آپس میں بولے جا رہی تھیں۔

یہ کیا طریقہ ہے، ادھر ہمارا ٹنشن سے برا حال ہو رہا ہے اور وہ میڈم آرام سے سو رہی ہیں، دنیا سے بے خبر۔

، سائرہ نے مڑ کر نرم لہجے میں انگریزی میں انھیں کہا

مجھے لگتا ہے شاید اس کی طبیعت کچھ ٹھیک نہیں ہے، ابھی اسے نہیں "

جگاتے، صبح کلاس لیں گے اس کی، اب بہت تھکاؤٹ ہو رہی ہے، میں تو گئی آرام کرنے۔

سائرہ نے جمائی لیتے ہوئے کہا۔ صوفیہ اور اناسٹسیا آنکھوں کے ڈیلے گھماتے ہوئے اس کے پیچھے چل دیں۔

تجلی نار تھی یا نور، نہ تم سمجھے نہ ہم سمجھے

جلا کیونکر یہ کوہ طور، نہ تم سمجھے نہ ہم سمجھے

وہ شہ رگ سے بھی ہے نزدیک، یہ قرآن کتنا ہے

ہے شہ رگ ہم سے کتنی دور، نہ تم سمجھے نہ ہم سمجھے

visit for more novels:

[www.urdu-novelbank.com](http://www.urdu-novelbank.com)

(مولانا رومی)

"How you dare to do this!"

روسی لڑکی نے تلملاتے ہوئے کہا اور یشفا دوبارہ اس کی گرفت میں آچکی تھی۔

"جو کچھ تمہارے پاس ہے وہ سب میرے حوالے کر دو۔"

روسی لڑکی نے سخت لہجے میں کہا اور ساتھ ہی بازو میں چھپایا چاقو دکھایا۔ یشفا اس کی گرفت سے آزاد ہونے کی ناکام کوشش کر رہی تھی۔

visit for more novels:

[www.urdu-novelbank.com](http://www.urdu-novelbank.com)

"چھوڑو مجھے۔"

اس نے بھی سخت لہجے میں چیخ کر کہا۔

اگلے ہی لمحے کسی نے برف کی ایک بڑی سے گیند روسی لڑکی کو پیچھے سے ماری، وہ توازن برقرار نہ رکھ سکی اور منہ کے بل نیچے گر گئی، اس پر یہ حملہ غیر متوقع تھا۔

یشفا ایک دم چار قدم پیچھے ہولی اور نظریں اٹھا کر حیرانی سے سامنے دیکھا۔ یہ اس کا کلاس فیلو سعد تھا، جو پاکستانی تھا۔

روسی لڑکی اکیلی تھی اس لیے انھیں برا بھلا کہتی وہاں سے بھاگ گئی، شاید اس نے کچھ گالیاں بھی دی تھیں مگر یشفا انھیں سمجھنے سے قاصر تھی۔ اس کی نظریں دور بھاگتی لڑکی کا تعاقب کر رہی تھیں۔ سعد کی آواز نے اسے اپنی طرف متوجہ کیا۔

تم لڑکیاں واقعی بہت بیوقوف ہوتی ہو، غیر ملک، اجنبی لوگ اور خالی سڑک، اور " حفاظت کے لیے بھی پاس کچھ نہیں۔ یہ تو شیر کے منہ میں ہاتھ ڈالنے والی بات ہے۔"

"ویسے میں حفاظت کا سامان رکھتی مگر آج پتا نہیں کیسے بھول گئی۔"

یہ کہہ کر وہ خاموش ہو گئی، اسے یاد آیا کہ وہ آیت سن کر وہ اپنا حلیہ دیکھ ہی رہی تھی کہ صوفیہ نے اسے آواز دے دی تھی اور وہ سب بھول گئی۔ اس کے بعد اسے وہ سکارف والی لڑکی یاد آئی جو روسی لڑکی نے اشارے سے اسے دکھائی تھی۔

بکھری سوچوں پر قابو پا کر اس نے کہا

"میری مدد کرنے کے لیے شکریہ۔"

ہمیں یہاں سے جلد از جلد اس سڑک پر جانا چاہیئے جہاں زیادہ لوگ ہوں، ہو سکتا"

ہے وہ لڑکی اپنے ساتھیوں کو بلانے لگی ہو اور ہم عقل سے پیدل یہاں کھڑے

"اس کا انتظار کر رہے ہیں۔"



سیدھا چلتے چلتے ہم بائیں جانب مڑ جائیں اور پھر دس قدم کے فاصلے پر دائیں" جانب تو ہاسٹل کو جانے والی سڑک آئے گی، رات کے اس پہر بھی وہاں خوب "چہل پہل ہوتی ہے، مجھے اس راستے سے جانا چاہیئے۔

اس نے سامنے اشارہ کرتے ہوئے کہا اور اگلے ہی لمحے چلنے لگی۔ خود غرض تو وہ تھی اور اس بات کا وہ ڈھٹائی سے اعتراف بھی کرتی تھی۔ تقریباً دس قدم چلنے کے بعد اس نے مڑ کر دیکھا، سعد خاموشی سے وہیں کھڑا اسے دیکھ رہا تھا، یسفا کے مڑنے پر وہ ایک دم بولا۔

visit for more novels:

[www.urdu-novelbank.com](http://www.urdu-novelbank.com)

یہاں سے جاؤ گی تو بیس منٹ لگیں گے، اس کے مخالف سمت میں سڑک" سیدھا تمہارے ہاسٹل کو جاتی ہے، تم ہاسٹل کے پچھلے دروازے سے داخل ہو سکو" اگی اور یہاں سے تقریباً دس منٹ کا فاصلہ ہے۔

اس نے اپنے پیچھے اشارہ کرتے ہوئے کہا اور پھر نظریں جھکا کر چل پڑا۔ یشفا بھی اس کے پیچھے چلنے لگی مگر قدرے فاصلے سے، تھوڑی دیر بعد ایک سڑک آئی جس پر لوگوں کا ہجوم تھا، یہاں بھی مارکیٹیں بھی موجود تھیں مگر یشفا اس راستے سے کبھی نہیں گزری تھی، اس کے آگے سڑک دائیں اور بائیں جانب جا رہی تھی۔ سعد نے دائیں جانب ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"تم یہاں سے جاؤ گی تو تھوڑے ہی فاصلے پر تمہیں راستہ سمجھ آنے لگے گا۔"

یہ کہہ کر اس نے مفلر گردن کے گرد لپیٹا اور وہ بائیں جانب مڑ گیا۔ یشفا خاموشی سے اس سڑک پر چلنے لگی۔ البتہ اس کی رفتار پہلے سے تیز ہو چکی تھی۔ اور جب اس کی نظروں نے اس لڑکی کو ڈھونڈ لیا جو سکارف میں تھی، جو روسی لڑکی نے یشفا کو اشارے سے دکھائی تھی تو بے خیالی میں اس کی رفتار آہستہ ہو گئی، یہ نقوش

اور حلیہ اس کے ذہن میں پرنٹ ہو چکا تھا، ساتھ ہی روسی لڑکی کی آواز اس کی سماعت سے ٹکرائی۔

"Muslims look like her, you are not Muslim, you're kidding."

اور پھر سوچوں کا ایک لامحدود سلسلہ چل پڑا۔

"کیا میں مزاق کر رہی ہوں؟ نہ صرف اس کے ساتھ بلکہ خود کے ساتھ بھی۔"

visit for more novels:

www.urdu-novelbank.com اس نے ایک نظر خود پر دوڑائی۔ اور پھر زیر لب بڑبڑائی۔

"کافروں کے شہر میں چلنا پھرنا آپ کو دھوکے میں نہ ڈالے۔"

، زندگی میں پہلی بار ایک موہوم سا احساس ہوا کہ وہ دھوکے کی زد میں آ چکی ہے ، اب وہ خود کو خود سے ہی مزید دھوکے میں نہیں رکھ سکتی تھی، وہ تھک گئی تھی

ہر بار اندر کی آواز کو دبا کر، جس کا حاصل صرف بے چینی تھی۔ وہ جانتی تھی کہ وہ بھی دھوکے کی زد میں آچکی ہے کیونکہ اب وہ حلیے سے، باتوں سے اور عادات سے مسلمان نہیں لگتی۔ اس نے پلک جھپکی اور ارد گرد کا جائزہ لیا، کوئی اس کی طرف نہیں دیکھ رہا تھا، ساری اپنی زندگی میں مگن سڑک سے گزر رہے تھے، وہاں کسی کو اس کی فکر نہیں تھی کیونکہ ہر کوئی اپنا وقت کاٹنے آیا تھا۔ خوف کی ایک لہر اسے چھو کر گزری جب اسے خیال آیا کہ اگر روسی لڑکی اسے نقصان پہنچا دیتی تو گھر والوں کو کیسے خبر ہوتی، گھر والے ہی خیال رکھتے ہیں مگر وہ تو انھیں کھو چکی تھی کیا وہ وہیں زخمی حالت میں گرمی تڑپتی رہتی، وہ وہیں برف پر گرمی مر جاتی۔ مگر نہیں!۔۔۔ ایسا تو کچھ نہیں ہوا تھا۔ اس نے خود کو جھنجھوڑا۔

"کس نے کی میری حفاظت؟"

اس ذات نے جسے اس نے دیکھا نہیں تھا مگر ایمان تھا، اس کے رب نے اس کی حفاظت کی تھی، جب سب اسے بھول چکے تھے، اس کی اپنی کوتاہیوں کی وجہ سے بھول چکے تھے۔ اللہ نے تو اسے اکیلا نہیں چھوڑا تھا، اللہ نے اس کی حفاظت کی تھی، اس کے رب نے اسے ایک اور موقع دیا تھا، یہ موقع تو ہر روز ملتا تھا مگر اس کا احساس آج ہوا تھا۔ وہ وہاں مر بھی سکتی تھی مگر اس کے رب نے اسے زندہ رکھا۔ زندگی میں ایسے مواقع ایمان کو تازہ کرتے ہیں، جب انسان سمجھتا ہے کہ اب سب ختم، اب بچ کر نہیں نکل سکتے مگر تب اللہ بچا لیتا ہے۔

وہ بمشکل آنسو ضبط کیے تیزی سے ہاسٹل کی طرف چلنے لگی۔ کبھی کبھی اسے لگتا وہ یہیں گر جائے گی، اس کی ٹانگیں مزید اس کے ضمیر کا بوجھ نہیں اٹھا سکتیں، طبیعت بوجھل ہونے لگی۔ بمشکل خود کو گھسیٹ کر وہ ہاسٹل تک لائی اور پھر سیڑھیوں پر بیٹھ گئی، اس کے ہاتھ کانپ رہے تھے۔ ایک عجیب سا خوف اس پر

طاری ہونے لگا، نافرمانی کا خوف، وہ وہاں مر جاتی تو اس کا کیا انجام ہوتا۔ آنسو اس کے گالوں پر گرنے لگے۔ وہ بے بس نگاہوں سے اوپر جاتی سیڑھیوں کی طرف دیکھ رہی تھی۔ پھر اس نے اپنا چہرہ گود میں گرا دیا۔ اسے کسی کے چلنے کی آواز آئی۔ اس نے آنکھ کے کونے سے جھانک کر دیکھا۔ اس کے ساتھ کی لڑکیاں مکمل پردے میں باہر جا رہی تھیں۔ ان کے ہاسٹل سے باہر نکلتے ہی اس نے بیگ کھول کر چابی نکالی اور جنگلے کا سہارا لیتی کھڑی ہو گئی۔ پھر ایک گہرا سانس لیا اور بھاگ کر سیڑھیاں چڑھنے لگی۔ مارکیٹ سے روم تک کا یہ سفر پچھلے چار سالوں میں کبھی اتنا لمبا اور دشوار نہیں لگا تھا۔ کپکپانے کی وجہ سے بار بار چابی اس کے ہاتھ سے پھسل جاتی، صرف اس کے سسکنے کی آواز اس کے کانوں سے ٹکرا رہی تھی۔ اسے ڈر تھا کہ کوئی اسے اس حالت میں نہ دیکھ لے کیونکہ سب اسے مضبوط لڑکی سمجھتے تھے۔ کمرے کے اندر جاتے ہی اس نے جھٹ سے دروازہ بند کر کے لاک

لگا دیا۔ بیگ بیڈ پر پھینکا اور کوٹ اتار کر زمین پر گرا دیا۔ سامنے شیشہ لگا تھا۔ خود کو شیشے میں دیکھتے ہوئے وہ وہیں بیٹھ گئی اور آہستگی سے چہرے پر گرتے بالوں کو کان کے پیچھے ٹکایا۔ نظروں کے سامنے بار بار وہ سکارف والی لڑکی آتی اور روسی لڑکی کی آواز گونجی۔

"you are not Muslim, you're kidding."

یہ آواز اسے کھا جائے گی۔

visit for more novels:

اگر وہ مسلمان ہے تو میں بھی تو ہوں، پھر میرا حلیہ ایسا کیوں ہے؟ میں کیوں "نہیں اس روسی لڑکی کو مسلمان لگ رہی تھی؟ اس نے کیوں مجھے سگریٹ پیش کیا؟ وہ کہتی ہے میں مذاق کر رہی ہوں، کیا میں واقعی مذاق کر رہی ہوں؟



آواز نہ بہت اونچی تھی نہ بہت دھیمی، مگر وہ آسانی سے اپنی آواز سن سکتی تھی۔  
یہ کہتے ہوئے اس نے سر ہاتھوں میں دے دیا اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔  
وہ بچپن سے سنتی آئی تھی کہ اللہ ستر ماؤں سے زیادہ پیار کرتا ہے مگر سمجھتی تھی کہ  
اللہ سے انسان کا تعلق صرف گناہ اور نیکیوں کا ہے۔ وہ تو نیک نہیں تھی، اس  
نے تو صرف اب تک نافرمانی کی تھی مگر اسے یہ نہیں کہا گیا کہ بھگتو، یہ تمہاری  
سزا ہے۔ اسے مہلت دی گئی، زندگی دی گئی، ہر اگلا سانس اسے نعمت معلوم ہو  
رہا تھا مگر دل کا بوجھ، جو ناجانے کب کا اٹھائے پھر رہی تھی، وہ پھر سے بوجھل ہو  
گئی۔ اب وہ نہیں جانتی تھی کہ سارے اعتراف کے بعد کیا کرنا ہوتا ہے؟ کیا بات  
میں ختم ہو جاتی ہے؟ یا یہاں سے آغاز ہوتا ہے۔ سر کی کنپٹیوں میں درد کی  
ٹیس اٹھی۔

"آہ"



، بے اختیار اس کے منہ سے نکلا

اسے پھر سے لگا کہ اندر کا خلا بھرا نہیں ہے، یہ خلا خواہشات کی تکمیل اور مادی چیزوں سے بھرنے والا نہیں تھا۔

کافی دیر وہیں بیٹھ کر رونے کے بعد وہ ایک دم اٹھی، شیشے کے آگے کپڑا گرا دیا کیونکہ وہ مزید اس حلیے میں خود کو نہیں دیکھ سکتی تھی۔

"ابا ٹھیک کہتے تھے، ہاں وہ ٹھیک کہتے تھے۔"

visit for more novels:

www.urdu-novelbank.com

چار سال پہلے وہ جس بات کا انکار کرتی تھی آج اسی کا اقرار کر رہی تھی۔ انسان کے جذبات، احساسات اور سوچ بدلنے کو ایک لمحہ ہی کافی ہوتا ہے، یہ لمحات اس کے بدلنے کے تھے جب ضمیر کی آواز جیت چکی تھی۔ وہ بستر پر اپنے گرد کمبل لپیٹ کر بیٹھ گئی۔ ایک خوف اس پر طاری تھا۔ یہ سوچ کر اس کے اوسان خطا

ہو رہے تھے کہ اس نے گھر چھوڑنے والی حرکت کیسے کر لی؟ یہ پہلا لمحہ غلطی کا احساس ہوا تھا۔ گھر والوں کے سامنے کا سوچ کر وہ خوفزدہ ہو جاتی مگر اب وہ جلد از جلد یہاں سے جانا چاہتی تھی۔ اسے خود پر شدید غصہ آ رہا تھا، خود سے خوف آ رہا تھا کہ کب وہ اپنے ہی ہاتھوں سے نکل گئی، کب وہ اپنی خواہشات کی غلام بن گئی اور اس نے زندگی خواہشات پر قربان کر دی، کب اس نے خود کو بے پردہ کر دیا، کب اس نے غیر مسلموں کے تہوار ان کے ساتھ جوش و خروش سے منانا شروع کر دیے۔ انتہائی بے بسی کی حالت میں اس نے ناخن دیوار سے رگڑے۔

www.urdu-novelbank.com

"آہ"

دو تین ناخنوں کے ٹوٹنے سے خون بہنے لگا، اس نے دراز سے ٹھونکال کر خون صاف کیا۔ اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ اب کیا کرے؟ آنسو مسلسل گالوں پر گر رہے تھے۔

غلطی کا احساس بہت تکلیف دہ ہوتا ہے جب انسان کی روح اذیت میں ہوتی ہے، جب روح زخمی ہوتی ہے، گناہوں کی آگ میں جل رہی ہوتی ہے، تب جسمانی زخم اتنی تکلیف نہیں دیتے، تب مرحم کے ضرورت ہوتی ہے، روحانی مرحم، جو آسمانی ہوتے ہیں، جن سے یشفا ناواقف تھی۔

وہ کھڑکی سے باہر تگنے لگی، باہر برف باری ہو رہی تھی۔ وہ غلطی اور گناہ تسلیم کر چکی تھی مگر اسے یہ معلوم نہیں تھا کہ توبہ کیسے کرتے ہیں، غلط راستے پر بھٹکنے کے بعد اپنے راستے پر واپس کیسے آتے ہیں، سب کچھ بکھرا سا لگنے لگا، وہ چیزیں جو اس نے بگاڑی تھیں اب انھیں سنوارنے میں پوری زندگی لگے گی، پتا نہیں تب بھی وہ درست ہو پائیں گی یا نہیں، لمحے بھر کو اس کا جی چاہا کہ اپنی زندگی یہیں ختم کر لے، وہ خود کو سزا دینا چاہتی تھی۔ اس نے نظریں کھڑکی سے ہٹا کر دراز کی

طرف موڑیں، آہستگی سے وہاں چھری نکالی جو فروٹ کاٹنے کے لیے رکھی تھی۔ پھر کافی دیر اسے تکتی رہی اور ضمیر کی آواز نے اسے روک لیا۔

”غلطی پر غلطی مت کرو، بس کر دو لیشفا، بس کر دو۔“

اس نے زور سے چھری خود سے دور پھینک دی۔

اسے خود سے ندامت ہو رہی تھی، زندگی میں وہ پہلی بار ایسے کھڑے میں کھڑی تھی جہاں وہ خود کا سامنا کر رہی تھی، خود سے جھوٹ اب مزید نہیں بولا جا سکتا تھا۔

visit for more novels:

اس نے بیگ سے نیند کی گولیاں نکالیں، کمرے کا لاک کھولا اور منہ بستر میں چھپائے لیٹ گئی، چند ثانیے بعد وہ دنیا و مافیہا سے بے خبر سو رہی تھی۔

اگلی صبح جب یشفا میس میں ناشتہ کر رہی تھی تو سائرہ نے پچھلے سے آکر اس کے سر پر ہلکا سا تمپڑ مارا اور شرارتی انداز میں کہنے لگی۔

کوئی ایسے بھی کرتا ہے یار، بتائے بغیر تم آگئی اور پھر کال بھی ریسو نہیں کی، نہ "میج پر انفارم کیا۔"

یشفا نظریں جھکائے بیٹھی تھی، اس نے دھیمی آواز میں کہا

"سوری فار دیٹ"

visit for more novels:

www.urdu-novelbank.com

"کوئی بات نہیں، ویسے تم واپس کیوں آگئی تھی؟"

"پتا نہیں، مجھے کچھ یاد نہیں ہے۔"

اس کے جواب پر سائرہ نے حیرانی سے اس کی طرف دیکھا۔

"تم صوفیہ اور اناستسیا کو بھی میری طرف سے سوری بول دینا۔"

یہ کہہ کر یشفا کھڑی ہو گئی۔

"میں کیوں بولوں؟ تم خود بول دینا ناں۔"

سائرہ کا انداز شرارتی تھا۔

آج میں یونی نہیں جاؤں گی اس لیے شاید ان سے سامنا نہ ہو سکے، اس لیے تم "سے کہا۔

یشفا نے سنجیگی سے جواب دیا اور پھر وہاں سے چل دی۔ سائرہ کو وہ بہت اداس لگی تھی، یہ یشفا کی پہلی چھٹی تھی جس کا ذکر اس نے ٹنشن کے بغیر کیا تھا۔

"کسی چیز کی ضرورت ہوئی تو مجھے بتا دینا۔"

سائرہ نے اسے پیچھے سے آواز دی اور پھر ناشتہ کرنے میں مصروف ہو گئی۔

تھا روح کی تسکین کا متلاشی یارب

ناواقف تھا میں قرب کے لمحات سے

ایشفا اب ایسے حلیے میں باہر نہیں نکلنا چاہتی تھی جس میں وہ مسلمان نہ لگے،  
اس نے ٹچی کیس کے کونے میں پڑا سکارف نکالا جو گھر سے اپنے ساتھ لائی تھی  
ناجانے اس کی کتنی بری یادیں تازہ ہوئیں۔ وہ دو بار اسے سر پر اوڑھ کر اتار چکی  
تھی، اس میں یہ قدم اٹھانے کی ہمت نہیں تھی۔

تم اس قابل نہیں ہویشفا، اسے وہ لوگ پہنتے ہیں جو اسلام کو ہنڈرڈ پرسینٹ "  
"...قبول کرتے ہیں، ہر حکم پر پورے اترتے ہیں، اور تم وہ نہیں بن سکی

خود سے مایوس ہو کر اس نے سکارف تکیے کے نیچے رکھ دیا، وہ نہیں جانتی تھی یہ شیطان کا حملہ ہے، بس وہ ہر لمحہ گناہ کی آگ میں جل رہی تھی۔ اسے اپنی زندگی میں تمام غلطیوں کا کفارہ ادا کرنا تھا مگر پہلا قدم کہاں سے اٹھایا جاتا ہے؟ وہ ناواقف تھی۔

اسے اب چھٹیوں کا انتظار تھا، ہر اگلا دن پچھلے دن سے زیادہ دشوار محسوس ہوتا، وہ اپنا ہی بوجھ اٹھانے سے قاصر ہوتی جا رہی تھی، جب تھک جاتی تو بستر میں منہ چھپا کر گھنٹوں روتی کیونکہ اسے معلوم نہیں تھا کہ آنسو کہاں بہاتے ہیں؟ کہاں آنسوؤں کی قدر کی جاتی ہے؟ کہاں آنسو ضائع نہیں ہوتے؟ وہ بس یہ جانتی تھی کہ آنسو لوگوں کے سامنے نہیں بہاتے۔

ایک دن اس کے کمرے میں موجود انڈونیشین لڑکی قرآن کی تلاوت میں منہمک تھی، اس کی دھیمی آواز کمرے میں گونج رہی تھی۔ یسفا بستر سے اٹھی اور سست



روی سے چلتی ہوئی اس کے پاس جا کر بیٹھ گئی۔ تھوڑی دیر بعد اس نے قرآن پاک بند کیا اور سوالیہ نظروں سے یشفا کی طرف دیکھا۔ وہ انگریزی میں بات کرنے لگیں۔

"آپ سے ایک بات پوچھ سکتی ہوں؟"

یشفا کا لہجہ التجا کا تھا۔

"جی ضرور۔"

visit for more novels:

www.urdu-novelbank.com

"گناہ ہو جائے تو کیا کرنا چاہیئے؟ کیا انسان ساری عمر اس پر روتا رہے؟"

آنکھوں میں آنسو چمک رہے تھے۔

نہیں تو، انسان کو کسی بھی حالت میں رکنا نہیں ہے، اگر انسان گناہ سے جان "

"چھڑانا چاہے تو توبہ کر لے، معافی مانگ لے۔

"بس۔۔۔؟"

یشفا کے سوال پر وہ لڑکی ہلکا سا مسکرائی۔

"بس نہیں، یہاں سے تو آغاز ہوتا ہے۔"

"کس کا آغاز؟"

"اللہ کو جاننے کا آغاز، اپنی زندگی کا مقصد جاننے کا آغاز۔"

"، زندگی کا مقصد"

visit for more novels:

www.urdu-novelbank.com

یشفا نے زیر لب دہرایا، بے رونق آنکھیں چمک اٹھیں۔ ہاں! وہ زندگی کا مقصد پورا کرنے ہی اتنی دور آئی تھی۔

میں کروں گی توبہ۔۔۔۔۔ مجھے، مجھے جاننا ہے اپنی زندگی کا مقصد، میں جسے مقصد"

"کہتی تھی، جس کے لیے سب چھوڑ آئی تھی، اب وہ بے معنی ہے میرے لیے۔"

"کیا مقصد تھا آپ کا جواب بے معنی ہو گیا ہے؟"

اس لڑکی نے ٹھوڑی ہتھیلی پر رکھتے ہوئے حیرانی سے پوچھا۔

مجھے لگتا تھا زندگی صرف خواہشات کی تکمیل کے لیے ہے، مگر اب ایسا نہیں لگتا۔

نظریں جھکی تھی۔

"خواہشات کی تکمیل۔۔۔"

visit for more novels:

www.urdu-novelbank.com

وہ لڑکی سوچنے لگی۔

ہاں انسان اس کے لیے کوشش کر سکتا ہے اور کرتا بھی ہے مگر شریعت کی

"حدود میں رہتے ہوئے، کیونکہ اللہ کو حد سے نکلنے والے نہیں پسند۔

"اور ان حدود کا کیسے پتا چلے گا؟"

"اسے پڑھ کر۔"

اس نے قرآن کی طرف اشارہ کیا جو ان دونوں کے درمیان تکیے پر رکھا تھا۔

"تمہارے دل میں موجود سوالوں کے جواب اس میں موجود ہیں۔"

اچھا مجھے بس یہ کہنا ہو گا کہ میں نے جو غلطی کی وہ دوبارہ نہ کروں، اس پر معافی"

"مانگ کر اسے بھول جاؤں؟

صرف کہنا نہیں ہوگا ایشفا، اس بات کو دل سے تسلیم کرنا ہوگا کہ تم سے غلطی "

visit for more novels:

ہوئی یا تم نے گناہ کیا۔۔۔، پھر اس پر تمہارے دل میں ندامت، پچھتاوا ہو گا، پھر

"تم معافی مانگو گی اور پکا ارادہ کرو گی کہ اپنے گناہ پیپٹ نہیں کرنے۔"

"اور پھر؟"

"پھر تم آہستہ آہستہ ہر گناہ سے دور ہو جاؤ، نمازوں کی پابندی کرنے لگو گی۔"

کیا یہ سب کرنے کے بعد اللہ مجھے معاف کر دیں گے؟ کیا سب کچھ پہلے جیسا "

"ہو جائے گا؟

قرآن کہتا ہے کہ اگر کوئی شخص مرتد ہونے کے بعد بھی سچے دل سے توبہ کر لے " تو اللہ معاف کر دیں گے

اور جہاں تک بات ہے تمہارے دوسرے سوال کی تو سب کچھ اتنے آرام سے  
ٹھیک نہیں ہوتا، تمہارے پاس کوئی جادو کی چھڑی نہیں ہے یشفا، کہ ایک دم سب  
پہلے جیسا کر دو، کچھ گناہوں کا کفارہ بھگتنا ہوتا ہے۔

اس کی باتوں سے یثفا کو اندازہ ہوا کہ اب اسے ایک دلکش خواب سے نکل کر  
بھیانک حقائق کا سامنا کرنا ہے۔

وہ لڑکی کھڑی ہوئی۔

”کہاں جا رہی ہیں؟“

یشفا بھی ساتھ ہی کھڑی ہو گئی۔

"عصر کی نماز ادا کرنے۔"

تھوڑی دیر بعد وہ دونوں نماز ادا کر رہی تھیں۔ نماز کے دوران ہی یثفا کی روح میں موجزن جذبات آنسوؤں کی صورت میں باہر آگئے۔ اس دن اسے اندازہ ہوا کہ بستر میں لیٹ کر اپنے کتنے آنسو ضائع کر دیے، آنسو بہانے کی جگہ سجدہ ہوتی ہے ، جہاں آنسوؤں کی قدر کی جاتی ہے ، جہاں اجر دیا جاتا ہے ، جہاں توبہ قبول کی جاتی ہے ، اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ تو سب سے بڑھ کر قدردان ہیں۔

اگلے دن وہ چہرہ سکارف میں لپیٹے، نظریں جھکائے یونی جا رہی تھی۔ اس کی دوستیں  
ایک دوسرے کے کان میں سرگوشیاں کرنے لگیں

"لگتا ہے آج یشفا نے اسلام قبول کر لیا ہے۔"

اور پھر قفقہوں کی آواز گونجتی۔

اس کا شدید دل چاہا کہ وہ جواب دے۔

"تم سب کو اس سے کیا غرض؟ میری زندگی، میری مرضی میں جو بھی کروں"

، مگر اب اسے اپنی مرضی نہیں کرنی تھی، اسے زندگی اللہ کی خاطر گزاری تھی

اس لیے اس نے سنی ان سنی کر دی اور کوئی جواب نہ دیا۔

www.urdunovelbank.com

روح کے زخم مندمل ہونے لگے، وہ زخم جو اللہ کی نافرمانی سے ہوتے ہیں، ان کی

مرحم اللہ کے احکامات کی فرمانبرداری ہے۔ ایک روحانی انسان ہی روح کے زخم کو

محسوس کر سکتا ہے۔ ایک مردہ انسان کیا جانے کہ روح کے زخم کیا ہوتے ہیں؟

اور یہ کہ وہ کیسے بھرتے ہیں؟ تبھی تو گناہوں میں زندگی گزارنے والے احساس سے عاری ہوتے ہیں، کیونکہ وہ مردہ ہوتے ہیں۔

اسے بس چھٹیوں کا انتظار تھا، اسے اب تمام گناہوں کا کفارہ ادا کرنا تھا، اپنے گرد موجود اندھیروں میں وہ ایک سہارا تھام چکی تھی اور پر امید تھی۔ اندھیروں کے اس گرداب سے اب اسے نکلنا ہے، اور ایک دن وہ ضرور اس سے نکل جائے گی۔

visit for more novels:

[www.urdu-novelbank.com](http://www.urdu-novelbank.com)

آنکھ جو کچھ دیکھتی ہے لب پہ آسکتا نہیں

مُحیرت ہوں کہ دنیا کیا سے کیا ہو جائے گی

(علامہ اقبال)



انتظار ختم ہوا، منگل کی شام جہاز پاکستان کی سرزمین پر لنگر ہو رہا تھا، جس کے اندر  
یشفا موجود تھی، سکارف کو پلٹا کر اس نے چہرے پر نقاب اوڑھ رکھا تھا۔ دل کی  
دھڑکن گزرتے لمحات کے ساتھ تیز ہو رہی تھی۔ اسے خوف آ رہا تھا کہ گھر والوں کا  
سامنا کیسے کرے گی؟ اور اس پر حیران ہو رہی تھی کہ گھر سے باہر قدم رکھتے یہ  
خوف محسوس کیوں نہ ہوا؟  
وہ تیز تیز قدم اٹھاتی اپنے گھر کی طرف بڑھ رہی تھی، پھر چند ثانیے گزرنے کے بعد  
مختلف آوازیں اس کے کانوں میں گونجنے لگیں۔

نکل جاؤ اس گھر سے باہر، تم اس قابل نہیں ہو کہ تمہیں اس گھر میں جگہ دی۔"

.... جائے، تم نے ہماری ناک کٹوا دی، محلے میں، رشتہ داروں میں اور ہر جگہ پر

"واپس چلی جاؤ وہیں جہاں سے تم آئی ہو۔"

یشفا نے سر جھٹکا اور خود سے کہا۔

"نہیں ایسا کچھ نہیں ہوگا"

گھر کے سامنے کافی دیر وہ خاموش کھڑی رہی، خود سے ندامت محسوس ہو رہی تھی

visit for more novels:

لیکن ایک بات اس کے ذہن میں آئی جس نے یسفا میں حوصلے کی لہر دوڑا دی۔

اگر اپنے حالات بگاڑنے والی میں خود ہوتی ہوں تو حالات کو سنوارنے کی سعی بھی "

مجھے خود کو کرنی ہے، اللہ بھی اسی کی مدد کرتا ہے جو خود اپنے حالات سنوارنے کی

کوشش کرے۔

پلیز اللہ جی! پلیز میری مدد کریں۔

"کم آن یشفا، تم سب سنوارنے کی کوشش کے لیے یہاں آئی ہو۔

ناجانے کیوں یہ باتیں خود سے دھوکہ محسوس ہو رہی تھیں۔ آخر کو ہمت کر کے اس نے دستک دے ہی دی۔

".... یشفا! تم --- اس وقت"

اس کا بڑا بھائی فہد اس کے سامنے کھڑا تھا۔

visit for more novels:

www.urdu-novelbank.com

"تم رشیا سے کب واپس آئی...؟؟؟"

، کچھ ثانیے خاموش کھڑے رہنے کے بعد یشفا نے جواب دیا

"بالکل ابھی آئی۔"

پھر اس کی آواز حلق میں اٹک کر رہ گئی۔ اس کی چھوٹی بہن ہما کمرے سے جھانکتے ہوئے دروازے کی طرف دیکھا اور پھر بھاگ کر لیشفا سے لپٹ گئی۔

"یشفا آپی! آپ کہاں تھیں؟ آپ کو پتا امی ابا کتنا روئے آپ کو یاد کر کے"

یشفا کی آنکھوں میں آنسوؤں کا سیلاب تھا جو بہتا چلا جا رہا تھا۔

"بھائی پلیز! میں بس معافی مانگنے آئی ہوں۔"

فہد نے آگے بڑھ کر اس کے ہاتھ سے بیگ پکڑا اور اسے اندر کر کے خاموشی سے

visit for more novels:

دروازہ بند کر دیا۔ اس کی ماں ہما کی آواز پر بھاگتے ہوئے کمرے سے باہر آئیں اور

یشفا کو سامنے کھڑا دیکھ کر وہیں رک گئیں۔

"!یشفا بیٹا"

یشفا خاموشی سے نظریں جھکائے کھڑی تھی۔

"تم نے کیسے اتنا بڑا قدم اٹھا لیا بیٹا؟ ایک بار بھی ہمارا خیال نہیں آیا؟"

ان سوالوں کے جواب ابھی اس کے پاس نہیں تھے، وہ بس وہاں کھڑی سسکیاں ضبط کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔

"ماں مجھے۔۔۔۔ مجھے اپنی غلطی کا احساس ہو گیا ہے، میں معافی چاہتی ہوں"

وہ ہاتھ جوڑے کھڑی تھی۔ ماں نے آگے بڑھ کر اسے سینے سے لگا لیا اور رونے لگیں۔

visit for more novels:

[www.urdu-novelbank.com](http://www.urdu-novelbank.com)

"ابا۔۔۔ ابا کہاں ہیں؟"

کسی نے اسے جواب نہ دیا۔ وہ ابا کے کمرے کی طرف لپکی۔ ماں، ہما اور فہد اس کے پیچھے گئے۔ وہ اپنے بستر پر لیٹے سو رہے تھے۔ فہد نے آگے بڑھ کر دھیمی آواز

، میں یشفا سے کہا

تمہارے جانے کے بعد ابا بہت بیمار ہو گئے تھے، اب کافی بہتر ہیں مگر یہ ان " کے آرام کا وقت ہے۔ تم جانتی ہو کہ تم ان کی لاڈلی تھی، انہیں تم سے ایسی "امید نہیں تھی یثفا۔

اس کا دل چاہا وہ فہد کو خاموش کروا دے مگر یہ وقت تھا سچ سننے کا۔ کچھ نقصان ناقابل تلافی ہوتے ہیں، یثفا کی زندگی میں بھی ایسے بہت سے نقصان ہو چکے تھے جن کا خمیازہ وہ بھگت رہی تھی۔

ماں نے اس کے لیے کھانا گرم کیا۔ اسے سب خواب لگ رہا تھا مگر یہ خواب اتنا برا نہیں تھا جتنا اس نے سمجھ رکھا تھا۔ کھانے کے دوران بار بار آنسو پردے کی طرح اس کی آنکھوں میں حائل ہو جاتے۔ اندر کا گلٹ بہت تکلیف دہ تھا۔ اس کے بعد وہ اپنے کمرے میں چلی گئی۔ اپنے کمرے کے دروازے پر کھڑی وہ بیڈ کو تک رہی تھی، کتنی بری رات تھی وہ جب اس نے

کی سکارشپ دیکھی تھی، کتنی اندھیروں والی رات تھی وہ جب اس نے اس گھر سے باہر قدم رکھا تھا، اپنے پاؤں پر آپ کلہاڑی ماری تھی۔ پھر سے خود پر شدید غصہ آ رہا تھا۔ ہند اس کے ساتھ آکر کھڑا ہوا

ابا نے مجھے بہت بار تمہارے پیچھے رشیا جانے کا کہا مگر میں نے بہانہ کر کے " ٹال دیا۔ کیونکہ میں چاہتا تھا کہ تم خود واپس آؤ۔ لیکن میں تمہاری کسی حرکت سے ناواقف نہیں رہا اور تمہاری پڑھائی پر توجہ دیکھ کر میں نے یہی فیصلہ کیا کہ تمہیں وہاں تعلیم مکمل کرنی چاہیے۔ اور سعد نے مجھے بتایا تھا کہ ایک روسی لڑکی نے "تمہیں نقصان پہنچانے کی کوشش کی تھی مگر اللہ نے تمہیں بچا لیا۔"

یشفا پھیٹا نگاہوں سے ہند کی طرف دیکھنے لگی۔ وہ سمجھتی تھی کہ اسکے گھر والے اسے بھول چکے ہوں گے مگر اسے معلوم ہوا کہ گھر والے اس کی حفاظت کر رہے

تھے، اسے خونی رشتوں کی محبت کا احساس ہوا، جو کبھی کم نہیں ہو سکتی اور پھر شدید پچھتاوا کہ اپنے پیاروں کو خود چھوڑ کر گئی تھی۔

آپ سعد کو جانتے ہیں؟ اور آپ نے اسے میری جاسوسی کے لیے رکھا"  
"ہے..... رائٹ؟

یشفا نے حیرانی سے پوچھا۔

، وہ میرے دوست کا بھائی ہے، اس کے پاس پڑھنے کے لیے پیسے نہیں تھے"

visit for more novels:

میں نے کہا میں تمہاری مدد کر دوں گا اگر تم میرا ایک کام وہاں کرو، اور اس طرح  
"ابا کو بھی تمہاری خیریت کے متعلق بتاتا رہا۔

یہ کہہ کر ہند نے شانے اچکا دیے۔ یشفا کی آنکھوں میں ممنونیت کے آنسو آ گئے۔



اب رونے سے کچھ حاصل نہیں ہوگا، یشتا، یہ آنسو تمہارے ہاتھ سے لکھی گئی۔  
"ایک بری داستان کو نہیں مٹا سکتے، خود کو تکلیف مت دو۔"

فد نے اس کے آنسو صاف کرتے ہوئے کہا۔

آنسو کچھ حاصل کرنے کے لیے نہیں بہائے جاتے بھائی، بے بسی میں بہائے  
"جاتے ہیں۔"

یہ دن آنا تھا یشتا! اور یہ دن تمہیں اس وقت یاد ہونا چاہیے تھا جب تم نے

visit for more novels:

www.urdu-novelbank.com "یہاں سے جانے کا فیصلہ کیا تھا۔"

مجھے اس دن کا خیال تھا بھائی، مگر یقین کرو، وہ یشتا واپس نہیں آئی جو یہاں  
"سے گئی تھی، میں اس یشتا کو وہیں دفن آئی ہوں۔"

گڈ! میں نے خود تمہیں لانے کا ارادہ ہر بار ترک کیا کیونکہ میں چاہتا تھا تم سمجھ"

"جاؤ کہ ہم تمہارے محسن ہیں، تمہارا بھلا چاہتے ہیں

"!میں جان گئی ہوں بھائی"

مجھے اس سے زیادہ کوئی بات خوش نہیں کر سکتی کہ تمہیں اپنی نادانی کا احساس "

"ہو لیشفا۔"

ایشفا پھیکا سا مسکرائی ۔

visit for more novels:

جانتی ہوں میں ہمیشہ اپنی غلطی پر اکڑی ہوں جھکی نہیں مگر میں تمہیں بتا چکی "

"ہوں کہ پرانی یشفا کو وہیں دفنا آئی ہوں۔

”اگڈ، اب تم آرام کر لو، کافی تھک گئی ہوگی۔“

وہ جانے لگا مگر یشفانے اسے اشارے سے روکا۔

"ابا۔۔۔۔ وہ غصہ ہوں گے مجھ پر۔"

"کچھ نہیں کہہ سکتا۔"

، ہمد نے شانے اچکا دیے۔ وہ سست روی سے چلتے ہوئے بستر کے پاس گئی  
کافی دیر بیٹھی رہی۔ پھر عشاء کی نماز ادا کی اور بستر پر گر گئی۔

"الحمد لله"

اس نے ٹھنڈی آہ بھری۔ سب کا رویہ غیر متوقع تھا، کسی نے اسے دھکے سے کر

visit for more novels:  
[www.urdu-novelbank.com](http://www.urdu-novelbank.com)

باہر نہیں نکالا تھا۔

سوتے وقت اسے آخری خیال ابا کے سامنے کا آیا جس نے اسے پھر ندامت کے گڑھے میں گرا دیا۔

ہوں میں منتظر قبولیت دعا کا یارب

وہ جس لمحے احساسِ موجودگی ہو

فجر کی نماز ادا کر کے وہ ابا کے کمرے کی طرف گئی۔ اس کی ماں ابا کو یسفا کے  
واپس آنے خبر دے چکی تھیں۔ یسفا ابھی کمرے کے باہر ہی کھڑی تھی اور اس  
نے ابا کی آواز سن لی۔  
visit for more novels:  
www.urdu-novelbank.com

"اس سے کہو میری نظروں کے سامنے مت آئے۔"

آواز دھیمی تھی مگر یہ بات اسے تیر کی طرح لگی، اس کے پیروں میں آگے بڑھنے کی  
سکت نہ رہی اور وہ الٹے پاؤں اپنے کمرے میں واپس آگئی، دروازہ بند کیا اور بستر

میں بیٹھ کر رونے لگی۔ یہ بات اس پر خوف طاری کر رہی تھی کہ اس کا باپ اس سے ناراض ہے، باپ کی ناراضگی مطلب اللہ کی ناراضگی، اسے وہ حدیث یاد آگئی جو کبھی نصاب میں پڑھی تھی۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "رب کی رضا والد کی رضا میں ہے اور رب کی ناراضگی والد کی ناراضگی میں ہے۔"

[1900 | الترمذی]

visit for more novels:

www.urduovelbank.com

اس نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھالیے۔

، ایک دن وہ ہمت کر کے ابا کے سامنے گئی اور انتہائی عاجزی سے کہا

مجھے اپنی غلطی کا احساس ہے ابا، اور اس کے بعد میں آپ سے کچھ کہنے کا حق "

"نہیں رکھتی مگر میں معافی چاہتی ہوں اور اپنی غلطی کی سزا بھگتنے کو تیار ہوں۔

یہ کہہ کر وہ خاموش ہو گئی۔ وہ بہت دعائیں کر کے آئی تھی۔ اور وہ جانتی تھی کہ دعائیں کرنے والا کبھی محروم نہیں رہتا۔

"تم جو سزا کاٹ رہی ہو، وہ تمہارے لیے کافی ہے"

"میں جانتی ہوں آپ مجھ سے خفا ہیں مگر۔۔۔۔؟"

visit for more novels:

اور پھر اس کی آواز سسکیوں میں ڈوب گئی، الفاظ ختم ہو چکے تھے، سب گھر والے سامنے بیٹھے خاموشی سے ان کی گفتگو سن رہے تھے۔

شاید مجھ سے تمہاری تربیت میں کمی رہ گئی، شاید مجھے ہی تمہاری ہر بات پر ہاں "

"نہیں کرنی چاہیئے تھی، کاش کہ میں نے تمہاری ہر خواہش پوری نہ کی ہوتی۔

پلیز ایسا مت کہیں، میں نے ہی اپنی نعمتوں کی قدر نہیں کی، میری غلطی میں "آپ کا کوئی قصور نہیں۔"

وہ ان کے سامنے گھٹنے کے بل بیٹھ گئی۔

اللہ کا شکر ہے میری بیٹی گھر واپس آگئی، اور یہ کہ اسے اپنی نادانی پر افسوس "

یہ کہتے ہوئے انھوں نے شفقت سے یشفا کے سر پر ہاتھ رکھا اور پھر اسے سینے سے لگا لیا۔ دونوں کی آنکھوں سے گرم آنسو بہنے لگے اور وہ شکر کے آنسو تھے، دونوں کی دعا قبول ہوئی تھی، اور قبولیت کے لمحات احساسِ موجودگی کے لمحات ہوتے ہیں۔

غصہ ٹھنڈا ہو چکا تھا، جس طرح دھواں کبھی آگ سے جدا نہیں ہو سکتا، بالکل اسی طرح والدین کی محبت اولاد سے کبھی کم نہیں ہو سکتی۔ جو کچھ کھویا تھا اس میں، سب سے قیمتی اثاثہ اسے عطا کر دیا گیا تھا، توبہ کا دروازہ اتنا خوبصورت راہ فرار تھا، لیشفا کو اس بات کا اندازہ نہیں تھا۔

ناول بینک

visit for more novels:

www.urdu-novelbank.com

وہ غنی ہے محتاج ہے زمانہ اس کا

کبھی خالی نہیں ہوتا ہے خزانہ اس کا



ایک دن یشفا اپنے بستر پر لیٹی سوچ رہی تھی کہ اگر اسے توبہ کا نہ پتا ہوتا تو شاید ابھی تک اذیت میں ہوتی، اگر اللہ توبہ کا راستہ نہ رکھتا تو انسان گناہ کے گلٹ سے ہی مر جاتا۔ جب اس نے اپنے گناہوں سے توبہ کی تھی تب اسے اندازہ نہیں تھا کہ توبہ کی کتنی اہمیت ہے۔ مگر اب چونکہ اسے سچا مسلمان بننا تھا، اس نے آن لائن قرآن کلاسز جوائن کر رکھی تھیں کیونکہ گھر سے باہر وہ ابھی نکلی تھی۔ کلاسز کے وقت کا وہ انتظار کرتی اور باقاعدگی سے وہ کلاسز لیا کرتی تھی کیونکہ ہر روز ایسی بات پتا چلتی جو اس کے دل میں موجود شبہات کو دور کرتی اور اطمینان بڑھتا۔ جب اس نے یہ حدیث پڑھی تو بہت خوشی ہوئی۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "سارے انسان خطاکار ہیں اور خطاکاروں میں سب سے بہتر وہ ہیں جو توبہ کرنے والے ہیں۔"

[الترمذی | 2499]

قُلْ لِّعِبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِن رَّحْمَةِ اللَّهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ  
يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا ۚ إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ ﴿٥٣﴾

کہہ دو کہ اے میرے بندو! جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے تم اللہ کی  
رحمت سے ناامید نہ ہو جاؤ بالیقین اللہ تعالیٰ سارے گناہوں کو بخش دیتا ہے واقعی  
"وہ بڑی، بخشش بڑی رحمت والا ہے۔"

visit for more novels:

[www.urdu-novelbank.com](http://www.urdu-novelbank.com)

[الزمر | 53]

دل کا غبار رفتہ رفتہ دور ہونے لگا تھا، دل پر موجود گمراہی کے بادل رفتہ رفتہ چھٹ  
رہے تھے۔

فیصلے کی دُور تھی اپنے ہی ہاتھ میں

مگر بدلتے خیالات نے محتاج بنا لیا

visit for more novels:

www.urduovelbank.com

ایک دن وہ چھت پر بیٹھی کلاس لے رہی تھی جب ہند نے پیچھے سے آکر اسے سر پر چماٹ لگائی۔ وہ پہلے کی طرح چیخیں نہیں بلکہ اشارے سے خاموش رہنے کا کہا، ڈسکشن ختم ہوئی تو اس نے فون ٹیبل پر رکھا اور ہند کی طرف متوجہ ہوئی۔

"چھٹیاں کب ختم ہوں گی تمہاری؟"

فند کے سوال نے اس کے چہرے پر برسوں کی اداسی بکھیر دی۔

"میں تو واپس جانے کے ارادے سے نہیں آئی تھی۔"

اس نے دھیمی آواز میں جواب دیا۔

یشفا! تم جذباتی فیصلے کرنے کی عادی ہو۔ جب تم پہلے ایسی باتیں کرتی تھی تو "مجھے حیرانی نہیں ہوتی تھی کیونکہ کم عمر میں انسان اپنے دماغ کے اس حصے سے "فیصلہ کرتا ہے جہاں جذبات جنم لیتے ہیں۔۔۔"

visit for more novels:

www.urdu-novelbank.com

فند بول ہی رہا تھا کہ یشفا نے بات کاٹی۔

-- ہاں اور دماغ کے اس حصے کو"

amygdala

کہتے ہیں۔ پھر بڑھتی عمر کے ساتھ جب دماغ کا حصہ

"بن جاتا ہے تو انسان جذبات کو پیچھے رکھ کر سوچ کر فیصلے کرتا ہے۔"

اور تمھارا"

cerebrum

"اپتا نہیں کب بنے گا

فد کی بات پر یشفا نے شانے اچکا دیے۔

ایک سال رہ گیا ہے بس، تمہیں واپس جا کر پڑھائی مکمل کرنی چاہیئے، کہو تو بابا"

"سے میں بات کر لوں گا، وہ اجازت دے دیں گے۔"

"میرا دل نہیں کرتا اب، ڈاکٹر بننے کا، پتا نہیں کیوں۔"

فہد حیرانی سے منہ کھول کر اس کی طرف دیکھنے لگا۔

یہ تم کہہ رہی ہو یشفا؟ اپنی زندگی کے مقصد کو بیچ میں چھوڑنے کا فیصلہ کر چکی  
"ہو تم؟"

مقصد یہ نہیں ہوتے بھائی جنہیں آپ اور میں مقصد سمجھتے ہیں، کیا میری زندگی  
کا مقصد صرف ڈاکٹر بننے تک محدود تھا؟۔۔۔ اففف! حیرانی ہوتی ہے خود پر۔۔۔ وہ  
"شوق تھا، خواب تھا اور میں نہیں جانتی کہ اس کی حرارت اب باقی ہے یا نہیں  
یہ کہہ کر اس نے کرسی سے ٹیک لگائی اور خاموش ہو گئی۔

visit for more novels:

www.urdu-novelbank.com "ایک بات کہوں یشفا؟"

"ہوں۔"

ہو سکتا ہے آنے والے کچھ سالوں میں تم اس فیصلے پر پچھتا رہی ہو، تمہارا شوق  
"پھر سے زندہ ہو جائے، کیا خیال ہے؟"

"پتا نہیں۔۔۔۔۔"

اس کے پاس کوئی جواب نہیں تھا۔ وہ جانتی تھی یہ "شوق کی حرارت" ختم ہونے والی بات محض خود سے دھوکے کا پردہ تھی۔

کم آن یشفا! کیا پتا لگے کچھ سالوں میں پھر سے یہ شوق اہم لگنے لگے جواب غیر " اہم لگتا ہے۔

تم صحیح کہہ رہے ہو بھائی، مجھے اب اپنے بدلتے خیالات سے خوف آنے لگا ہے۔"

کبھی ایک شے کو حاصل کرنے کی خواہش مجنوں بنالیتی ہے اور کبھی انسان اسی

"سے جان چھڑانے کے بہانے ڈھونڈنے لگتا ہے۔"

ایشفا نے ٹھنڈی آہ بھری۔

تجہی کہتا ہوں جذبات سے نہیں، عقل سے سوچو، حقیقت پسند بن کر سوچو، ان  
انجھنوں سے آزاد ہو جاؤ گی

فندیہ کہہ کر چلا گیا۔ کچھ ثانیے سوچنے کے بعد لیشا نے اکتاہٹ سے سر کرسی سے  
ٹکا کر آنکھیں بند کر لیں، وہ مزید نہیں سوچنا چاہتی تھی۔

دو ہفتے بعد وہ گھر والوں کے ساتھ ایئر پورٹ پر کھڑی انھیں خدا حافظ کر رہی تھی۔  
فندیہ کے مشورے پر عمل کرتے ہوئے اس نے ابا سے اجازت لی اور سال کے  
لیے واپس جانے کا فیصلہ کیا۔ اس نے سوچا کہ اب پڑھائی مکمل ہوتے ہیں فوراً  
واپس آئے گی، وہ گھر والوں سے مزید دور نہیں رہنا چاہتی تھی۔ گڈ بائے کہتے

ہوئے اس کی آنکھوں میں آنسو چھلک رہے تھے، سیاہ عبایا کے اوپر لانگ کوٹ اور  
بھورے رنگ کا سکارف، وہ حلیے سے مسلمان ہی لگ رہی تھی۔



ہاسٹل کے روم میں داخل ہوتے اسے محسوس ہوا کہ ایک بھاری بوجھ کی گھڑی تھی جس سے وہ آزاد ہو کر لوٹی ہے۔ اس سال اس نے کسی تہوار میں شرکت نہیں کی، بس ضرورت کی چیزیں لینے مارکیٹ تک جاتی اور واپس سیدھا ہاسٹل آتی، باقی ساری توجہ پڑھائی پر مرکوز ہوتی۔ ہر لمحہ گھر واپس جانے کا انتظار رہتا۔ بالآخر اس دن کا سورج بھی طلوع ہوا جب اس کی ڈگری مکمل ہو چکے تھی، ڈگری لیتے وقت اسے احساس ہو رہا تھا کہ ایک بھیانک خواب، حسین اختتام کو پہنچا ہے۔

آخری باریونی سے نکلتے وقت اس نے مرکر بلڈنگ کو دیکھا اور گہرا سانس لے کر کہا

بائے"

# Avicenna

آج ایک ایسی لڑکی اس یونیورسٹی کو بائے بول رہی ہے جو کبھی یہاں آنے کو  
"ترسی ہے تو کبھی یہاں سے جانے کو ترسی ہے۔۔۔۔"

یشفا پاکستان جانے کے لیے بہت پر جوش تھی، وہ ہاسٹل پہنچتے ہی پیکنگ کرنے میں مصروف ہو گئی، اس نے گھر والوں کے لیے کچھ تحائف بھی لے رکھے تھے۔ جہاز میں بیٹھتے ہوئے اس کا دل گھبرا رہا تھا، اس نے آیت الکرسی پڑھی اور آرام سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئی، اگلے کچھ لمحات میں تھکاوٹ کے باعث وہ سو چکی تھی۔

حرارت کا احساس ہو رہا تھا جیسے گرد و پیش میں کوئی آگ لگی تھی۔ دھویں کے باعث سانس لینے میں دشواری ہو رہی تھی، نیم وا آنکھوں سے یشفا کو حد نگاہ آگ کے الاؤ جلتے نظر آرہے تھے، عجیب قرمچا تھا، شور کی آوازیں۔۔۔۔۔

"!امی"

یشفا نے بوکھلاتے ہوئے آنکھ کھولی اور پھر ارد گرد کا جائزہ لیا، جہاز میں سب اپنی اپنی جگہ آرام سے بیٹھے تھے، اسے احساس ہوا شاید وہ کوئی خواب دیکھ رہی تھی۔

visit for more novels:

[www.urdu-novelbank.com](http://www.urdu-novelbank.com)

"!استغفر اللہ"

دھیمی آواز میں کہتے ہوئے اس نے سر جھٹکا اور کھڑکی سے باہر دیکھنے لگی، تھوڑی ہی دیر میں اس کے جہاز نے بھی پاکستان کی سرزمین پر لنگر ہونا تھا، اور اس کے بعد یشفا گھر والوں سے مل لے گی، اسے بس اسی بات کی خوشی تھی۔

گزر رہی ہے جو دل پر وہی حقیقت ہے

غم جہاں کا فسانہ غم حیات سے پوچھ

اس کی زندگی معمول پر واپس آ چکی تھی۔ اس کے رشتہ دار، محلے والے اس کے متعلق طرح طرح کی باتیں کرتے جو اسے بہت تکلیف دیتی تھیں۔ وہ کسی اور کے گھر قدم رکھنے کا سوچتی بھی نہ کیونکہ اس کے متعلق لوگوں کے قیاس اس کے لیے دل برداشتہ تھے۔ اس کا دل چاہتا اپنی صفائی میں بولے ، بتائے کہ اب وہ پہلے جیسی نہیں رہی، اب وہ ویسی نہیں رہی جیسا سارے اسے سمجھتے تھے

وہ خود کو ایک ایسی عدالت میں پاتی جہاں کھڑے میں کھڑی مجرم وہ خود ہوتی اور کچھ کہنے کا حق نہیں رکھتی، اسے لگتا لوگوں کے سامنے بولنے سے اس کے الفاظ ضائع ہوں گے، اب اپنی صفائی میں بولنے سے فائدہ نہیں ہو گا، کوئی یقین نہیں کرے گا۔ اسے اس بات کا اندازہ ہو چکا تھا کہ لوگ اب اسے کبھی معاف نہیں کریں گے، اسے لوگوں سے معافی چاہیئے بھی نہیں تھی، اسے تو بس اللہ کو راضی کرنا تھا۔

visit for more novels:

[www.urdu-novelbank.com](http://www.urdu-novelbank.com)

مجھے وہ بندہ بشر بنا دے یا رب

وہ بندہ بشر جسے دیکھے کوئی تو

دل رب کی محبت میں دھڑکنے لگے

پر خم ہوں آنکھیں باتوں پر جس کی

ہاں وہ احساس محبت یارب

خطا کوش کو بھی اسی کی طلب ہے

نور پبلک

یشفا ایک چھوٹے سے کمرے میں موجود روالونگ چئیر پر بیٹھی تھی، عبایا پر وائٹ

، کوٹ اور چہرے کے گرد وائٹ سکارف موجود تھا، چہرے پر سنجیدگی مترشح تھی

کمرے کے باہر نام کی تختی پر ڈاکٹر یشفا عجاز لکھا تھا۔ ڈیوٹی ٹائم ختم ہوا، یشفا نے

کلائی پر بندھی گھڑی دیکھی اور پھر جھٹ سے اپنا بیگ اٹھا کر کمرے سے باہر نکل

آئی، اسے قرآن کلاس میں جانا تھا اور پہلے ہی دیر ہو چکی تھی۔ وہ تیزی سے قدم اٹھاتے اپنی اگلی منزل کی طرف بڑھ رہی تھی۔

اندر کا خلا کچھ حد تک پر محسوس ہوتا تھا۔ وہ جان گئی تھی کہ وہ خلا جو انسان خواہشات اور مادی چیزوں سے بھرنا چاہتا ہے، ان کے حصول کے لیے خود کو تھکا دیتا ہے۔ اور اس سب کے بعد جب محسوس ہوتا ہے کہ دل کا ایک ڈبہ جسے بھرنے کی اتنی سعی کی گئی تھی وہ ابھی تک خالی ہی ہے، تو انسان تکلیف دہ صورتحال کا سامنا کرتا ہے اور سوچتا ہے کہ خلا کبھی نہیں بھرے گا۔ وہ بھی اس کیفیت سے گزر چکی تھی۔ اصل میں وہ خلا خالق کو تلاش کرنے کا ہوتا ہے جو خالق کی پہچان اور اس سے تعلق بنا کر ہی پر ہوتا ہے، اور یہی زندگی کا مقصد ہے۔

وہ ان لوگوں میں سے نہیں تھی جو دین کا غلط مطلب سمجھ لیتے ہیں، جو دین کو پڑھنے اور سمجھنے کی خاطر ذمہ داریاں پوری نہیں کرتے، حقوق العباد میں کمی کر

جاتے ہیں۔ وہ حتی الوسع ذمہ داریاں پوری کرتی، پھر حقوق العباد کا خیال رکھتی اور آرام کی جگہ پر قرآن کلاسز کو رکھتی، پھر وہ جان پاتی کہ اللہ کی راہ میں تھکنے کا مزہ ہی کچھ اور ہوتا ہے، اس تھکاوٹ میں بھی اطمینان ہوتا ہے

﴿قُلْ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ﴾ (۱۶۲)

آپ فرمادیجئے کہ بالیقین میری نماز اور میری ساری عبادت اور میرا جینا اور میرا مرنا یہ سب خالص اللہ ہی کا ہے جو سارے جہان کا مالک ہے۔

visit for more novels:

www.urdu-novelbank.com [سورة الانعام | 162]

اب گھر کے کام سے لے کر ہسپتال تک، وہ ہر کام کرتی مگر نہ لوگوں سے امید نہ کسی صلے کے حصول کی خواہش، نیت صرف اللہ کی خاطر ہوتی، اجر کی امید صرف



از قلم رمیصہ عروج

NOVEL BANK

لمن الحیاة

اللہ سے ہوتی، اس کی زندگی کا مقصد رب کو راضی کرنا بن چکا تھا اور جس کی زندگی کا یہ مقصد ہو، اس کی منزل اور اس کے آرام کی جگہ پھر جنت ہوتی ہے۔

اللھم الجعلنا منھم

ختم شد

ناول بینک

visit for more novels:

[www.urdu-novelbank.com](http://www.urdu-novelbank.com)

جوائن ناول بینک فیس بک گروپ

[www.facebook.com/groups/NovelBank](http://www.facebook.com/groups/NovelBank)

انسٹاگرام پر ناول بینک کو فالو کریں

[www.instagram.com/pdfnovelbank](http://www.instagram.com/pdfnovelbank)

visit for more novels:

[www.urdu-novelbank.com](http://www.urdu-novelbank.com)